کیفی اعظمی ۔۔۔ترقی پسند و دیگر ناقدین کی نظر میں

عابد حسین گنائی، ریسرچ اسکالر' شعبۂ اردو
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی' حیدر آباد

ملخص

ہر عہد اور ہر دور میں ایسے لوگ اور شعرا پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے اپنے حرکت و عمل سے زندگی کو سنوارنے اور اُسے دوسروں کے لیے ذہنی انبساط کا سامان فراہم کرنے کی کوشش کی ۔خوشحال زندگی اور اچھے معاشرے کی تشکیل و تکمیل کے خواب دیکھے اور اُس عہد کے دوسرے لوگوں کو بھی دکھائے ۔ان میں وہ عظیم شخصیتیں زیادہ احترام کے قابل ہیں۔ جنھوں نے اپنی فنی صلاحیتوں کو معاشرے کی فلاح و بہبودی کے لیے وقف کر دیا۔اردو ادب میں ترقی پسند تحریک سے وابستہ زیادہ تر شعرا کے یہاں بڑی حد تک اس جذبے کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔اگر چہ تحریک سے منسلک زیادہ تر شعرا نے اپنی شاعری کا آغاز رومانی طرز سے کیا۔لیکن با قاعدہ طور تحریک سے جڑنے کے بعد ان سبھی شعرا کے یہاں فکر اور احساس میں نمایاں تبدیلی دیکھنے کو ملی ۔اور آگے چل کر ان شعرا نے اردو ادب میں مارکسی خیالات و نظریات کو اہمیت دیتے ہوئے معاشرے کے طبقاتی تضاد اور سماج میں پیدا شدہ استحصال کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ان شعرا نے سیاسی و سماجی بغاوت اور اشترا کی و عوامی انقلاب کو اپنا نصب العین قرار دیا ۔انھوں نے اجتماعی فکر اور اجتماعی مسائل کو اپنی شاعری میں مارکسی خیالات و نظریات کے حوالے سے پیش کیا ۔اس لیے ترقی پسند تحریک سے وابستہ شعرا کے یہاں موضوعات کی یکسانیت کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی یکسانیت بھی پائی جاتی ہیں ۔ان ہی شعرا میں کیفی اعظمی کا شمار بھی کیا جاتا ہے۔

کیفی ترقی پسند تحریک کے شعرا کے اُس حلقے سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے زندگی کے ہر دور میں محنت کش عوام' مظلوموں کی حمایت اور ان کی تحریکوں سے جڑے رہے جو انصاف اور آزادی کے لیے محکوم اور مظلوم انسانوں کی جدو جہد' ان کے عزائم' ان کی قوت اور ان کی آخری فتح پر اپنا ایمان اور عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیفی اعظمی کی ابتدائی شاعری کے مخاطب بھی یہی کسان اور محنت کش عوام کا طبقہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ جن ناقدین نے کیفی اعظمی کی شاعری سے متعلق اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا ان میں خاص کر احتشام حسین' محمد حسن' سجاد ظہیر' محمد علی صدیقی ' قمر رئیس اور خلیل الرحمٰن اعظمی کا نام قابل ذکر ہیں۔ ترقی پسند تنقید کے اصول و نظریات کے دائرے سے باہر جن ناقدین نے کیفی اعظمی کی شخصیت اور شاعری پر تنقیدی مضامین قلمبند کیے ہیں ان میں گوپی چند نارنگ' مظفر حنفی' شافع قدوائی' انور سدید' جگن ناتھ آزاد اور سحر انصاری کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہیں۔ کیفی اعظمی ترقی پسند شعرا میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں، اس لیے ان کے تحریروں میں وہ سبھی خصوصیات دیکھنے کو ملتی ہے جو ترقی پسند شعری اسلوب کی عام خصوصیات میں شمار کی جاتی تھی اس کے ساتھ ساتھ ان کے یہاں وہ منفرد خصوصیات بھی موجود پائے جاتے ہیں جو ان کے انفرادیت کی نشاندہی کرتی ہے۔ کیفی اعظمی کی ترقی پسند شاعری اور اسلوب کے حوالے سے تحریک کے بانی سجاد ظہیر ان کے پہلے شعری مجموعے کے پیش لفظ میں یوں رقم کرتے ہیں۔ بقول سجاد ظہیر

> ''جدید اردو شاعری کے باغ میں ایک نیا پھول کھلا ہے ایک سرخ پھول ۔۔۔کیفی کی شاعری قدیم و جدید دونوں قسم کی ادبی غلاظتوں سے پاک ہے ۔اس میں ترقی پسندی کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ اس کے خیال میں نصب العین صاف و متعین' اس کا طرز بیان سیدھا اور براہ راست' اس کی تشبیہیں واستعارے نئے اور دلکش ہیں۔ وہ اشتراکیت کا پرجوش حامی ہے ۔اس نے اپنی زندگی محنت کشوں کی خدمت اور جدو جہد میں شرکت کے

لیے وقف کردی ہے جدید دور کے ترقی پسند شاعر اسی قسم کے ہوں گے'' ۱

ترقی پسند تنقید کے ذیل میں ایک اہم اور معتبر نام احتشام حسین کا ہے۔جنھوں نے تنقید پر مبنی بہت ساری تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔احتشام حسین کی تنقیدی تحریریں خاص کر ترقی پسند تنقید کے اصول ونظریات کے ضمن میں اہم متصور کی جاتی ہے۔کیفی اعظمی کے متعلق وہ اپنے ایک تنقیدی مضمون میں یوں رقم طراز ہیں۔لکھتے ہیں۔

> ''کیفی اعظمی ایک مقبول ترقی پسند اور انقلابی شاعر ہیں۔۔۔انھوں نے اپنی ابتدائی عمر میں رومانیت میں ڈوبی ہوئی نظمیں لکھیں۔پھر شعوری طور پر قوم پرستی اور آزادی کے گیت گانے لگے۔انھوں نے ملک اور غیر ملک میں ہونے والے سیاسی واقعات پر بھی دلچسپ اور پر اثر نظمیں لکھی ہیں۔عوام کے سکھ دکھ کو انھوں نے اپنی نظموں میں اس طرح سمودیا ہے کہ فن اور موضوع ایک ہوجاتے ہیں'' ۲

کیفی اعظمی نے شعر وادب کے ذریعے سے نہ صرف ماضی کے انسانوں کے تجربات و جذبات کو نئے طرز اسلوب اور تشبیہات واستعارات میں پیش کرنے کی کوشش کی۔بلکہ ان کے یہاں اپنے عہد کے پر آشوب حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ اُس ماحول اور ذاتی و اجتماعی تجربات کا ثمرہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے جس کے اندر رہ کر ایک شاعر و ادیب ایک حساس، دردمند دل اور ایک ذمہ دار رکن کی حیثیت سے زندگی گزارتا ہے۔اس دور کے سارے نشیب وفراز اور مدو جزر اُس دور کے شعرا کے تحریروں میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔کیفی اعظمی نے بھی فیض احمد فیض جیسے بڑے شاعر کی طرح اپنے شعر وادب کا آغاز رومان کی حسین ورنگین وادیوں سے شروع کیا تھا اور پھر آگے چل کر رومان سے انقلاب کی طرف دکھائی دیتے ہیں۔اردو ادب کے ماہر اقبالیات پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے اپنے مضمون بعنوان ''کیفی اعظمی کی شاعری پر ایک طائرانہ نظر'' میں کیفی

اعظمی کے شاعری کے تعلق سے یوں رقمطراز ہیں وہ لکھتے ہیں۔

''جب ہم کیفی اعظمی کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے گردو پیش کے ماحول پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کی آواز بھی نظر آتے ہیں۔ان کی شاعری کا کینوس بہت وسیع ہے۔ان کی ابتدائی شاعری میں رومانیت اور کلاسیکیت کا امتزاج ایک خوبصورت اکائی کی صورت میں نظر آتا ہے۔ان کی شاعری کسی ایک فارمولے کی پابند نہیں ہے اس کی نگاہ ماضی پر بھی ہے حال پر بھی اور مستقبل پر بھی۔غم جاناں بھی اس کا موضوع ہے غم ذات اور غم دوراں بھی' اس کی شاعری انسان کے امکانات سے لبریز ہے اور انسان کی ان مجبوریوں کے ذکر سے بھی جو خود انسان نے انسان کے لیے پیدا کی ہیں'' ۳

کیفی اعظمی انسان دوستی کا اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔دنیا بھر کے مظلوم انسانوں کے لیے ان کے دل میں ہمدردی کا جذبہ نمایاں ہے۔ان کے یہاں انسان دوستی مذہب وملت' اونچ نیچ' کالے گورے اور امیر غریب کے تصور کی قیود سے آزاد دکھائی دیتا ہے۔وہ جب بھی کسی ملک کی حمایت میں کچھ لکھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس ملک کے غریب عوام' اور مظلوم لوگوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کراتے ہیں۔کیفی اعظمی خاص کر زندگی کے ہر دور میں محنت کش عوام سے جڑے رہے۔کیفی اعظمی جدو جہد کرنے والے مزدوروں اور محنت کش عوام کے جذباتی آہنگ سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔ان کے یہاں تحریروں میں کوئی پیچیدہ یا مشکل اور چونکا دینے والے تجربات نہیں ہیں۔اس لیے انھوں نے ایک ایسا اسلوب اختیار کیا جو اس مظلوم اور غریب طبقے سے تعلق اور مطابقت رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کیفی اعظمی کے اسلوب میں نہایت ہی آسان اور عام فہم انداز بیاں پایا جاتا ہے ان کی تحریریں فنی پیچیدگیوں سے مبرا اور آزاد دکھائی دیتا ہے ترقی پسند تنقید سے

منسلک نقاد پروفیسر قمر رئیس اس ضمن میں یوں تحریر کرتے ہیں۔

''کیفی کی بیشتر نظموں کے مخاطب یہی محنت کش عوام ہیں۔ان نظموں میں سیدھا سادہ طرز اظہار اور جوشیلا رزمیہ لب ولہجہ ہے۔وہ جد وجہد کرنے والے مزدوروں اور کام گاروں کے جذباتی آہنگ سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔ان نظموں میں کوئی پیچیدہ امیجری یا چونکا دینے والے تجربات نہیں ہیں۔لیکن ان میں سماجی اور سیاسی تناؤ کی جو فضا ہے وہ اس عہد کی بنیادی آویزش اور تضادات کی ترجمانی ضرور کرتی ہے'' ۴

کیفی اعظمی نے اپنے شعری تحریروں میں پیکروں کا استعمال بھی بڑے ہی نہایت اور ماہرانہ انداز میں کیا ہے۔ان کے یہاں جو پیکر شاعری میں پائے جاتے ہیں وہ سننے والے قاری اور سامعین کو سیدھے طور پر متاثر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ان کی شاعری میں استعمال کی جانے والی پیکروں میں بصری اور سمعی دونوں عناصر کی موجودگی بیک وقت دکھائی دیتی ہے جس کی وجہ سے کیفی اعظمی کی شاعری میں زیادہ دلکشی پیدا ہوتی ہے۔کیفی اعظمی کے اس شعری محاسن سے متعلق شافع قدوائی یوں بیاں کرتے ہیں۔

''ان کی شاعری میں بصری پیکر تواتر کے ساتھ' فنکارانہ شعور کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں'ایسا لگتا ہے کہ ہر تجربہ شاعر کے حواس پر آنکھ کے حوالے سے وارد ہوتا ہے'' ۵

کیفی اعظمی کے یہاں ایک حساس اور دردمند دل تھا انسانیت ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔وہ انسانیت کے درد کو سمجھتے اور محسوس کرتے تھے۔عام انسانوں' غریبوں' کسانوں' محنت کشوں' اور مزدور طبقے کی زندگی اور اُس کے مسائل' ملک وقوم میں پھیلی ہوئی ابتری اور دیگر اقسام جیسے فرقہ واریت' ذات پات' بھید بھاؤ' سماجی ظلم اور ناانصافی اور نابرابری اور عدم مساوات وغیرہ جیسے حالات سے ان کا دل بہت زیادہ رنجیدہ رہتا تھا۔ان تمام موضوعات کو کیفی نے اپنی تحریروں

میں برتنے کی کوشش کی اور ہمیشہ ان کے خلاف اپنی آواز بلند کی۔اور ہمیشہ اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کو محنت ومشقت' میل ملاپ' بھائی چارگی' اتحاد واتفاق' اور امن وآتشی اور سلامتی کا پیغام دیتے رہے۔محمد حسن نے کیفی کی شاعری کو تین مختلف ادوار میں منقسم کیا ہے۔ان تینوں ادوار کے تعلق سے محمد حسن کیفی کی شاعری کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں۔

''کیفی اعظمی کی شاعری تین مختلف ادوار سے گزری ہیں اور ان ادوار کی پہچان آسان ہے پہلے دور میں کیفی کی شاعری خارجی واقعات کے درمیاں ٹکراؤ سے عبارت ہے' دوسرے دور میں خارج اور ذات کی باہمی آویزش سے اور اس آویزش میں محض بیان نہیں تجربہ اور کیفیت سے اصل شعر بنتے ہیں۔اس دور میں کیفی کی شاعری کا لہجہ وامیجری اور لفظیات بدلے ہوئے ہیں خود اپنی لفظیات اور امیجری ڈھالنے کی کوشش کی۔تیسرے دور کی شاعری میں زندگی کے اُس جذباتی رویے کو اولیت ملی ہے جو مختلف رنگوں میں مختلف مسائل کے دوران ابھرتا ہے۔اس دور کی شاعری میں جو آگاہی ملتی ہے اس کے بارے میں دو باتیں آفاقیت اور تاریخیت اہم ہے''[٦]

پروفیسر گوپی چند نارنگ اردو ادب کے دور حاضر میں ایک معتبر نام ہے۔ان کا شمار اردو ادب کے مابعد جدیدیت تنقید کے بانیوں میں لیا جاتا ہے۔انھوں نے تنقید اور دوسرے موضوعات پر بہت ساری کتابیں تحریر کی ہے جو ان کے نام کو اردو ادب میں ہمیشہ تابندہ رکھیں گے۔انھوں نے کیفی اعظمی کی شاعری پر ایک مفصل مضمون بعنوان ''جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں'' کے نام سے تحریر کیا ہے۔کیفی کی شاعری کے حوالے سے وہ یوں رقمطراز ہیں۔

''ان کی شاعری میں اسپریشن کے بنیادی نکتے تین ہیں۔اول فرقہ واریت' ذات پات' سماجی اونچ نیچ' اور بھید بھاؤ کے خلاف شدید احتجاج کہ جب تک اس فرقہ واریت کو کچلا نہیں جاتا ہندوستان ایک بہتر مستقبل کا خواب

نہیں دیکھ سکتا۔ دوسرا سماجی ظلم اور بے انصافی کے خلاف آواز اٹھانا، محنت کشوں، غریبوں اور بے سہارا طبقے کے حقوق کے لیے آواز اٹھانا، تیسرا یہ کہ امید، عزم، حوصلے اور ولولے سے ہاتھ نہ اٹھانا کہ شاعر اور فنکار کا کام خواب دیکھنا ہے'' ۷

اسی طرح انور سدید اپنے مضمون میں کیفی کی شاعری سے متعلق یوں بیاں کرتے ہیں۔

''کیفی اعظمی نے اپنی شاعری میں گرد و پیش کے انسان کو اہمیت دی ہے، انھوں نے حوادث و حالات کو موضوع بنایا ہے اور اس طرح ہمارے سامنے وہ شاعر ابھرتا ہے جو خواص پسند نہیں اور جسے گفتگو عوام سے ہے۔ اب وہ شاعری کے اونچے سنگھاسن سے اتر کر زمین پر ننگے پاؤں چل رہے ہیں۔ سنگ ریزوں اور کانٹوں نے ان کے پاؤں کو زخمی کر دیا ہے لیکن ان کے گرد عام لوگوں کا ہجوم ہے اور وہ اپنی ذات کو سرفراز کرنے کے بجائے اپنی آواز کو ہجوم کی آواز کے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے تھے'' ۸

سحر انصاری نے بھی کیفی کی شاعری سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''ان کی شاعری اور شخصیت میرے خیال میں تین اجزا کا خوبصورت مرکب ہے حوصلہ، دردمندی اور خلوص۔ شخصیت کے یہی اجزا انھیں بھرپور رومانیت کی طرف بھی لے گئے۔ مزدوروں، کسانوں اور ایک نظریاتی انقلاب کا نقیب بننے پر مائل کرتے رہے انہی کے زیر اثر وہ پوری انسانیت کے حال اور مستقبل کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہیں۔ اور یہی اجزا ہیں جن کی وجہ سے وہ ایک نیم معذوری کی زندگی اس طرح بھرپور طریقے سے بسر کر رہے

ہیں جب کہ وہ اپنی مکمل تندرستی کے زمانوں میں گزار رہے تھے'' ۹

محمد علی صدیقی نے بھی کیفی اعظمی کی شاعری پر ایک مضمون ''کیفی اعظمی ۔۔شاعری اور آدرش'' کے نام سے تحریر کیا ہے جس میں وہ ان کی شاعری کے بارے میں یوں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

> ''کیفی اعظمی' اقبال اور جوش سے متاثر ہیں ۔وہ بہت واضح طور پر اپنے نظریہ کے ساتھ از اول تا ایں دم ثابت قدم ہیں ۔اور یہی وہ خوبی ہے جو انھیں دیگر شعرا سے ممتاز و متمیز کرتی ہے جنھوں نے کبھی شاعری کو نظریہ پر اور نظریہ کو شاعری پر قربان کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کی ۔کیفی اعظمی ترقی پسند شاعری میں مواد اور ہیت کے خوبصورت ملاپ کا دوسرا نام ہے'' ۱۰

الغرض کیفی اعظمی کی نظر ابتدا سے ہی مزدوروں' کسانوں' غریبوں اور مظلوم طبقے پر رہی ہے ۔ان ہی حالات میں رہ کر انھوں نے جو خیالات و تجربات حاصل کیے وہی بعد میں ان کی شاعری کا موضوع بنے رہے ۔یہی وجہ ہے کہ کیفی اعظمی شروع ہی سے مزدوروں کی مصیبتوں 'درمیانی طبقے کی چھوٹی بڑی ناکامیوں' عورت کی بے بسی اور مظلومیت' انسان کی تذلیل' چھوٹے بڑے کی تفریق' سماجی و معاشی دشواریوں اور ان سے پیدا شدہ نا آسودگی و سیاسی بدامنی وغیرہ جیسے موضوعات کو کیفی نے اپنی شاعری کا مرکز و محور بنایا ہے تو اس طرح کیفی نے اپنے فن کا رشتہ براہ راست عوام سے برقرار رکھا جو صحیح معنوں میں ایک سچے فنکار کا فرض اول متصور کیا جاتا ہے ۔کیفی نے اپنی شاعری کو عوام کے لیے مختص کیا اور انسانی اقدار کی حمایت میں اپنا وقت صرف کیا۔مساواتی کیفیات و اقدار بھی کیفی کی شاعری کے اہم محور متصور کیے جاتے ہیں کیفی نے ہرگز دل بہلاؤ اور وقت گزاری کے لیے شاعری نہیں کی بلکہ جوش و جذبہ اور حرکت و حرارت کے عناصر سے ذہن و

قلب کو بیدار کرنے والی شاعری ہمیشہ کی ۔اور آخر پر پروفیسر مظفر حنفی کی اس رائے کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو انھوں نے کیفی کی شخصیت اور شاعری سے متعلق کہی ہیں۔

’’میں جب بھی کیفی اعظمی کے کلام کا موازنہ ان کے دوسرے معاصرین سے کرتا ہوں تو ہمیشہ اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ وہ اردو شاعری میں ترقی پسند تحریک کی اہم ترین آوازوں میں سے فیض اور مخدوم محی الدین کے بعد تیسری بڑی آواز ہیں‘‘ [۱۱]

حوالہ جات:

۱ سجاد ظہیر، پیش لفظ، جھنکار، ص ۴۶۲

۲ احتشام حسین، اردو ادب کی تنقیدی تاریخ، ص ۲۸۴

۳ خورشید علی خان ، کیفی اعظمی، شخصیت اور فن کے آئینے میں، ص ۲۱۷

۴ قمر رئیس، کیفی اعظمی کی تخلیقی فکر کا سفر، ص ۱۲۸

۵ ایوان اردو، ماہنامہ دہلی، اکتوبر ۱۹۹۸، ص ۱۵

۶ شاہد ماہلی، کیفی اعظمی عکس اور جہتیں، ص ۱۱۷

۷ ایوان اردو ماہنامہ دہلی، ۱۹۹۸ ، ص ۱۶

۸ انور سدید، کیفی اعظمی، معاملات جہاں کا شاعر، ص ۱۵۹

۹ خورشید علی خاں، کیفی اعظمی شخصیت اور فن کے آئینہ میں، ص ۲۳۳

۱۰ خورشید علی خاں، کیفی اعظمی شخصیت وفن کے آئینہ میں، ص ۱۴۷

۱۱ مظفر حنفی، جہات وجستجو، ص ۱۲۰